26

پل صراط

(فرمودہ ۱۴؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

ہمارے ملک میں عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ جب لوگ قیامت کے دن اکٹھے کئے جائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو حساب کتاب کے بعد بظاہر اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کو جنت کا راستہ بتایا جائے گا۔ جب وہ ادھر چلیں گے تو ان کا راستہ دوزخ پر سے ہو کے گذرے گا۔ اور دوزخ پر ایک پل ہو گا۔ جو تلوار کی دھار سے بھی زیادہ تیز ہو گا۔ جو لوگ متقی اور پرہیزگار ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور برگزیدہ اور پسندیدہ ہوں گے۔ وہ اس پل پر سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے۔ اور جو ان سے کم رتبہ کے ہوں گے مگر ہونگے خدا کے پسندیدہ وہ ہوا کی طرح پل کو عبور کریں گے۔ اور جو ان سے کم ہوں گے وہ تیز گھوڑے کے سوار کی طرح اور جو ان سے کم ہونگے وہ نہایت تیز دوڑنے والے انسانوں کی طرح اور جو ان سے بھی کم ہوں گے وہ پیدل چلنے والے انسان کی طرح اور پھر جو ان سے بھی کم ہوں گے وہ لڑکھڑاتے ہوئے اس پل کو طے کریں گے۔ کچھ ایسے ہوں گے کہ جو اس طرح اس پر سے گذریں گے جس طرح کوئی گھٹنوں کے بل چلتا ہے۔[۱] اور جو آخری درجے کے ہونگے یعنی جن میں ایمان نہیں ہو گا اور جو خدا کے پسندیدہ ہونے کی بجائے راندہ درگاہ ہوں گے۔ وہ جونہی اس پل پر چڑھیں گے کٹ کر دوزخ میں گر جائیں گے۔

ان واقعات کو واعظ اور ناصح اپنے وعظوں میں بیان کر کے طبائع میں رقت اور نرمی پیدا کرتے ہیں جس سے لوگ وعظ کو قبول کرتے ہیں۔ بظاہر یہ واقعہ معمولی ہے۔ اور بہت سے تعلیم یافتہ اس کو سن کر جبکہ ان کو دین کی واقفیت نہ ہو مولویوں کا ایجاد کیا ہوا ڈھکوسلہ کہہ دیں گے لیکن وہ لوگ جن کو دین سے کسی حد تک بھی واقفیت ہے مگر مادیت نے بھی ان پر اثر کیا ہوا ہے وہ کہہ دیں گے کہ اگلے جہاں کی بات ہے۔ ہمیں اس کی تلاش اور تحقیق کی ضرورت ہی نہیں برخلاف ان کے وہ لوگ جن میں قدامت پرستی حد درجہ کی ہے اور جو لفظوں سے ادھر ادھر ہونا پسند نہیں کرتے ان کے

نزدیک واقعی ایک پل ہے جس پر سے گذرنے والوں کی یہی حالت ہوگی۔
مگر میرے نزدیک کسی نے اس روایت کی اہمیت پر غور نہیں کیا نہ تو یہ ڈھکوسلہ ہے نہ موضوعات میں سے کوئی قصہ ہے اس کی اہمیت تو اسی سے ظاہر ہے کہ قریباً تمام بڑے بڑے مذاہب میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جس طرح خدا کے وجود پر تمام مذاہب متفق ہیں۔ اور جس طرح خدا کے وجود پر تمام مذاہب کو اتفاق ہے۔ سوائے بعض کے جنہوں نے دوری کی وجہ سے انکار کر دیا اور جس طرح قریباً تمام مذاہب میں ملائکہ کا وجود پایا جاتا ہے جس طرح مرنے کے بعد احیاء کا عقیدہ بہت حد تک متفقہ عقیدہ ہے۔ اسی طرح پل صراط کا عقیدہ بھی قریباً تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی بھی کچھ حقیقت ہے۔ اسلام کی مذہبی کتب میں اس کا ذکر ہے۔ یہود کی کتب میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ پھر اس کی حکمت کیا ہے۔ اس پر بھی اسی طرح ایمان لانے کی ضرورت تھی جس طرح اور امور ایمانیہ پر ایمان لانا ضروری اور اہم ہے۔ اگر اہل مذاہب اس پر غور کرتے اور اس کی حقیقت سمجھتے۔ تو وہ جو وادی ظلمت میں بھٹکتے پھرتے ہیں ہدایت پا لیتے۔ بہت جو اب تک خدا سے غافل ہیں ان کو خدا کا پتہ مل جاتا۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے کہ پرانے زمانہ کے لوگوں نے تو اس کو پل سے آگے نہ جانے دیا کیونکہ اس وقت لفظ پرستی غالب تھی۔ اور آج جبکہ مادیت کا زمانہ ہے اس کو قصہ سمجھ کر انکار کر دیا گیا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ بات سچی ہے۔ پل صراط ہے۔ مگر اس صورت میں نہیں جس طرح لوگ کہتے ہیں۔ ہاں وہ اس دنیا کی علامت ضروری ہے۔
حضرت صاحب نے اس امر پر بحث کی ہے۔ کہ مومنوں کو جب قیامت کے دن میوے ملیں گے تو وہ کہیں گے ایسے تو ہمیں پہلے بھی ملے تھے۔ وہ میوے ہوں گے تو متشابہ مگر کیا یہی میوے ہوں گے جیسے ہم آج بازار سے خرید کر کھاتے ہیں۔ حدیث سے تو معلوم ہوتا کہ وہاں کی چیزیں دنیا کی چیزوں سے قیاس میں ہی نہیں آسکتیں۔ کیونکہ ان کے متعلق آتا ہے۔ **لا عین رأت ولا اذن سمعت** [۲] کہ وہ نہ آنکھوں نے دیکھے ہوں گے۔ نہ کانوں نے سنے ہوں گے۔ پھر یہ کیسے کہہ دیا گیا ہے کہ وہ میوے یہاں کے میووں سے متشابہ ہوں گے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ وہ میوے ایسے نہیں ہوں گے جو ہم یہاں کھاتے ہیں۔ ان میووں اور ان میووں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کے میوے یہاں کی روحانی لذت کے مشابہ ہوں گے۔ جیسے ایک مومن کو نماز یا روزے یا حج یا زکوۃ یا کسی غریب کی ہمدردی میں لذت آتی ہے وہاں اس کو جو میوے ملیں گے ان سے یہی لذت اسے حاصل ہوگی۔ اور ان کا دل اسی طرح سرور سے پر ہوگا جس طرح یہاں عبادت الٰہی کے بجالانے سے ہوتا تھا۔ تو وہاں جو پھل ملیں گے ان کی لذتیں متشابہ ہوں گی ان لذتوں کے جو مومن کو یہاں عبادت الٰہی میں حاصل ہوتی ہیں۔ جو لذت نماز یا روزے یا کسی اور

عبادت میں ملتی ہے وہ وہاں کے انگور یا انار یا کیلے یا کسی اور پھل میں ہوگی۔ جب مومن کو وہ پھل ملیں گے تو وہ محسوس کرے گا کہ پھل مجھے فلاں عبادت یا خدمت کے بدلے میں ملا ہے۔ یا فلاں کے۔ بعینہٖ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ پل صراط بھی ہے۔

حضرت صاحب کی تشریح و تاویل کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں میوے نہیں ہوں گے۔ میوے تو ہوں گے۔ مگر ایسے میوے نہیں ہوں گے۔ جیسے کوئٹہ کے میوے ہوتے ہیں۔ بلکہ ان میووں میں ذکر الٰہی کی ایک لذت ہوگی نماز کی ایک لذت ہوگی۔ روزے کی ایک لذت ہوگی۔ اور یہ لذتیں انگور یا انار۔ یا کیلے کی شکل میں ہوں گی۔ وہ مادی انگوروں۔ اناروں یا کیلوں کی ایسی لذتیں نہیں ہونگی بلکہ وہ پھل چونکہ روحانی ہوں گے اس لئے ان کی لذت ان مادی میووں کی لذت سے مختلف ہوگی۔ جو اس دنیا کے مادی پھل ہیں ان کی لذتیں اس جہان کے پھلوں کی لذتوں کے مقابلہ میں ہیچ اور حقیر ہوں گی۔ ورنہ اگر اسی دنیا کے میوے جنت میں بھی ملے تو کچھ نہ ملا۔ کیونکہ مثلاً جب ایک بچہ ہوتا ہے تو اس کی خوشی صرف اس میں ہوتی ہے کہ اس کو کھیلنے کو وقت مل جائے یا معمولی سے معمولی چیز کھانے کو مل جائے مگر جب وہی بچہ بڑی عمر کا ہو جاتا ہے تو وہ چیزیں اس کو خوش نہیں کر سکتیں۔ بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے تو کھیلنے میں خوش ہوتا ہے لیکن اگر ایک شخص کو کہا جائے کہ تم پڑھو تو تمہیں کھیلنے کو وقت ملے گا۔ تو وہ پڑھنے کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتا۔ ایک پڑھے لکھے شخص کے آگے ایک جلیبی رکھ دی جائے۔ اور اس کو کہہ دیا جائے کہ یہ تمہارے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کا نتیجہ ہے تو وہ سمجھے گا کہ یقیناً میرا وقت ضائع ہوا۔ اب غور کرو کہ بچپن میں ایک شخص زیادہ کھیلنے یا مٹھائی کو اپنی امیدوں کا انتہا خیال کرتا ہے۔ اور اس پر خوش ہو جاتا ہے۔ مگر وہی بچہ جب پڑھ لکھ کر جوان ہو جاتا ہے اس وقت اگر اس کے سامنے اس کی تعلیم کے نتیجہ کے طور پر مٹھائی رکھی جائے یا کہا جائے کہ تم کھیلتے رہو تو وہ اس سے خوش نہیں ہو سکے گا' یہی سمجھے گا۔ کہ تعلیم حاصل کرنے میں میں نے اپنا وقت ضائع کیا۔ یہ کیوں ہے؟ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ چونکہ بچپن کی نسبت جوانی میں انسان کے عقلی اور دماغی اور ذہنی قویٰ بہت اعلیٰ درجہ پر پہنچ چکے ہوتے ہیں اس لئے بچپن کی باعث مسرت اشیاء اس کو ادنیٰ اور ذلیل نظر آنے لگتی ہیں۔ اسی لئے ایک ایم۔اے پاس یا ایک سائنس کے عالم کے سامنے مٹھائی کی تھالی بطور اس کی تعلیم کے نتیجہ کے رکھنا اس کی ہتک کرنا ہے۔ اسی طرح اس روحانی عالم میں ایک روحانی ترقی یافتہ شخص کے آگے اس دنیا کے مادی انگور یا انار یا کوئی میوے رکھنا اس کی ہتک ہے۔ جس طرح یہاں ایک اعلیٰ امتحان میں کامیاب ہونے والے طالب علم کے لئے انعام کوئی نادر ادبی کتاب یا کوئی ڈاکٹر ہو تو طب کی نہایت بیش قیمت کتاب دینا جس کو خود طالب علم حاصل نہ کر سکتا ہو یا حاصل تو کر سکتا ہو مگر وہ کتاب تازہ شائع ہونے کے باعث مشہور نہ ہو مگر

استاد کے علم میں ہو اس کے مناسب ہے۔ اسی طرح ایک شخص جو خدا کے راستہ میں مال' جان' عزت' عزیزو اقارب سب کو قربان کر دیتا ہے۔ اس کو اگر اس جہان کے مادی میوے وہاں دیئے جائیں تو یہ اس کی ہتک ہوگی اس لئے اس کو جو کچھ ملے گا وہ بہت ہی اعلیٰ ہوگا۔ گو اس کی شکل انہی میووں کی سی ہوگی جس کی وجہ یہ ہے کہ تا خدا تعالیٰ یہ دکھائے کہ دشمنوں نے اس خدا کے بندے سے جو نعمتیں چھین لی تھیں۔ وہ اس سے کہیں زیادہ اور اعلیٰ اس کو حاصل ہو گئیں۔ پس یہ نعمتیں اس کو ملیں گی اور ان سے وہ لذت یاب ہوگا اور اس سے اس کا عرفان اور ترقی کرے گا اور ذوق بہت بڑھ جائے گا اور یہ تمام لذتیں وہی ہونگی جو تبلیغ دین سے یا ذکر الٰہی سے یا غربا کی مدد کرنے وغیرہ سے اس کو حاصل ہوتی تھیں۔

یہی حال پل کا ہے۔ وہ پل درحقیقت تلوار سے کہیں زیادہ تیز ہوگا۔ اور اس پر سے لوگ اس طرح گذریں گے جس طرح کسی کا مذہبی ثبات ہوگا۔ کچھ بجلی کی طرح کچھ ہوا کی طرح کچھ گھوڑے کے سوار کی طرح کچھ دوڑتے ہوئے۔ اور کچھ پیدل کی مانند اور کچھ بیٹھ کر اور کچھ گھٹنوں کے بل۔ اور کچھ دوزخ میں کٹ کر گر جائیں گے مگر یہ ایک تماشہ کی طرح نہیں ہوگا بلکہ اس کی ایک حیثیت ہوگی۔ اس پل پر سے عبور کرنے کے لئے دنیا میں بھی خدا نے ایک پل بنایا ہے۔ جیسا کہ یہاں خدا کے لئے نعمتیں چھوڑنے والے کے لئے وہاں نعمتیں ہیں اسی طرح یہاں بھی ایک پل ہے جو اس دنیا کے پل پر سے گذرے گا۔ وہ اس جہان کے پل پر سے بھی گذر سکے گا۔ اور جس طرح اس نے اس دنیا کے پل کو عبور کیا ہوگا اسی طرح اس جہان کے پل کو بھی طے کرے گا۔ اگر یہاں بجلی کی طرح گذرا تو وہاں بھی اگر یہاں ہوا کی طرح گذرا تو وہاں بھی اسی طرح گذرے گا۔ لیکن اگر اس پل پر سے گر کر کٹ گیا تو اس پل کو عبور کرنے میں بھی کٹ کر دوزخ میں گر جائے گا۔

وہ پل کونسا ہے جس پر دنیا میں گزرنا پڑتا ہے۔ وہ شریعت کی پابندی اور سچے مذہب کی اطاعت کامل ہے۔ جو اس پر سے گذرتے ہیں۔ کوئی ان میں سے اخلاق کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے اس پل سے گذرتا ہوا کٹ جاتا ہے۔ اور کوئی حسد اور کینہ اور بغض کی وجہ سے مارا جاتا ہے۔ بعض شریعت کے دیگر احکام کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے اس پل پر سے گذرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اخلاق میں اعلیٰ درجہ کے ہوں گے دین کی اطاعت میں کامل ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کو کامل شوق سے مانتے رہے ہوں گے۔ وہ اس پل سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی اس دنیا کے پل سے لڑھکتا ہوا گذرے اور اگلے جہان کے پل پر سے آسانی سے گذر جائے۔ جو یہاں دوڑتے ہوئے نہیں گزرتے وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ نہیں۔

اس دنیا میں جو پل ہے وہ دوسرے جہان کے اس پل پر چلنے کے لئے بطور مشق ہے جو لوگ اس

دنیا کے پل پر چلنے کی مشق کریں گے یعنی حتی الوسع شریعت کے احکام کی اتباع کریں گے۔ وہ اگلے جہان کے پل پر سے گذریں گے۔ لیکن جو یہاں مشق نہیں کریں گے۔ وہ پل صراط پر سے نہیں گذر سکیں گے۔ کیونکہ روحانی کام ہو یا جسمانی اس کے لئے مشق کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً دیکھ لو کہ نٹ کس طرح رسوں پر چڑھ کر چلتے ہیں۔ اس کی وجہ مشق ہے۔ وہ ایک آدھ دن میں رسے پر چلنے نہیں لگ جاتے بلکہ مدتوں مشق کرتے ہیں۔ تب ان کو کامیابی ہوتی ہے۔ یا مثلاً ڈاکٹر کیسے کیسے نازک اور خطرناک آپریشن کرتے ہیں۔ مگر ایک شخص جس کو مشق نہ ہو چاہے وہ روز ڈاکٹر کو آپریشن کرتے دیکھتا ہو۔ آپریشن میں کامیاب نہ ہوگا۔ آنکھ کا آپریشن کیا جاتا ہے۔ ایک پردہ چیر کر اندر سے ایک گٹھلی نکال دی جاتی ہے۔ ایک ماہر اور مشاق ڈاکٹر کس ہوشیاری سے اس کام کو انجام دیتا ہے مگر دوسرا شخص اگر ہاتھ ڈالے تو یقیناً آنکھ کو ضائع کر دے گا۔ تو مشق سے کام آیا کرتے ہیں یہ مت سمجھو کہ یہاں تو تم اس پل پر سے گذرنے کی مشق نہ کرو جو خدا نے شریعت کی پابندی کرنے کی صورت میں تمہارے سامنے کھڑا کیا ہے اور امید یہ رکھو کہ ہم اگلے جہان کے پل پر سے گذر جائیں گے۔ یہ خیال باطل ہے۔ جس کو یہاں چلنے کی مشق نہیں وہ اس پل پر نہیں چل سکے گا وہ جنت میں پہنچنے سے پہلے دوزخ میں گرے گا۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ جس طرح یہاں لوگ کرتے ہیں کہ اگر کہیں جانے کا ارادہ کیا مگر راستہ مشکل ہوا تو نہ گئے اور وہاں جانے کا ارادہ فسخ کر دیا۔ اسی طرح وہاں بھی کریں گے تو یہ خیال بھی غلط ہے۔ وہ راستہ ضرور اختیار کرنا پڑے گا۔ اور اس پل پر سے ضرور گذرنا پڑے گا۔ اس لئے یا تو کٹ کر جہنم میں گر جائیں گے یا اپنی مشق کے مطابق تیزی سے طے کرکے جنت میں پہنچ جائیں گے۔ یہاں بے ہمتی ہو سکتی ہے۔ اور ایک جگہ کا عزم ملتوی کیا جا سکتا ہے مگر وہاں یہ نہیں ہو سکتا۔

پس اس پل کے مفہوم پر یقین رکھو۔ اس کو مت بھلاؤ اور یہاں جو پل تمہارے واسطے بنایا گیا ہے اس کو کامیابی سے عبور کرنے کی کوشش کرو۔ اگر اس کو عبور کرنے میں سستی اور غفلت کرو گے تو خسران اور تباب کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوگا۔

اب اس مضمون کو اپنی زندگیوں پر لگاؤ اور دیکھو کہ تمہیں اس دنیا میں بنائے ہوئے خدائی پل پر چلنے کی مشق ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے اگر نہیں تو مشق کرو۔ اور اگر مشق نہیں کرو گے تو علاوہ شرمندگی کے اس جہان میں ذلت اٹھانی پڑے گی۔

(الفضل ۲۴؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

۱۔ بخاری کتاب التوحید قول اللہ تعالی وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرہ
۲۔ مشکوۃ باب صفۃ الجنۃ واھلھا